کونسا نکاح بابرکت ہوتا ہے

(فرمودہ ۲۷- دسمبر ۱۹۱۷ء)

۲۷- دسمبر ۱۹۱۷ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ کے موقع پر
(۱) مسماۃ دانی کا نکاح احمد سے ایک سو روپیہ مہر پر- (۲) مسماۃ محمد بی بی کا نکاح جان سے ایک سو روپیہ مہر پر (۳) مسماۃ سکینہ کا نکاح مولا بخش سے اڑھائی سو روپیہ مہر پر- (۴) مسماۃ بی بی فاطمہ جمیلہ بنت مولوی محمد احسان الحق صاحب بھاگلپوری کا نکاح محمد ظریف صاحب متعلم بی- اے کلاس سے سات ہزار مہر پر- (۵) مسماۃ فاطمہ بیگم کا نکاح غلام قادر سے پانچ سو روپیہ مہر پر- (۶) مسماۃ زینب بی بی کا نکاح جھنڈو سے دو سو روپیہ مہر پر اور (۷) مسماۃ سلطانیہ بیگم کا نکاح عبدالغنی سے پانچ سو روپیہ مہر پر پڑھا-[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

ہماری جماعت کے بہت لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے نکاح قادیان میں ہوں اور اس زمانہ میں حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد وہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کے نکاح مَیں پڑھوں لیکن سب دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ بے شک بعض مقامات خاص طور پر بابرکت ہوتے ہیں اور ان میں جو کام کیا جائے اس میں خدا تعالیٰ برکت ڈالتا ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے بعض بندوں کے متعلق چشم پوشی، غریب نوازی اور رحم اور شفقت کو کام میں لاکر ان کے پڑھے ہوئے نکاح میں بھی برکت رکھ دیتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا

چاہئے کہ اصل برکت قرآن کریم کی اتباع میں ہوتی ہے۔ قرآن کریم کے احکام کے خلاف کیا ہوا کام خواہ کسی مقام پر ہو اور کسی انسان کے ذریعہ کرایا جائے کبھی بابرکت نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ اگر قرآن کریم کی ہدایات کے خلاف کرتے ہوئے دھوکا دے کر رسول کریم ﷺ سے بھی نکاح پڑھوایا جاتا تو وہ بھی بابرکت نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ رسول کریم ﷺ کا وہی فعل بابرکت ہو سکتا تھا جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام اور قواعد کے ماتحت ہو۔ اگر کوئی آپ کو دھوکا دے کر اور فریب سے کام کراتا یا اپنے حق میں فیصلہ لے لیتا تو اس میں بھی برکت نہ ہوتی۔ اور یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ وہی پاک اور مطہر انسان فرماتا ہے چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے دو شخص میرے پاس کوئی جھگڑا لائیں اور ان میں سے ایک لسّان اور طرّار ہو اور میرے سامنے اپنی بات ایسے رنگ میں پیش کرے کہ میں دھوکا میں آکر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں حالانکہ اس کا حق لینے کا نہ ہو تو وہ سمجھے کہ میں اپنے گھر جہنم کا حصہ لے آیا ہوں۔ [۲] پس جب آنحضرت ﷺ کسی ایسے فیصلہ کے متعلق جو آپ کو دھوکا دیکر کرایا جائے یہ فرماتے ہیں تو اور کون انسان ہے جس سے قرآن کریم کی ہدایات کے خلاف دھوکا دے کر کوئی کام کرایا جائے اور وہ بابرکت ہو اس لئے وہی نکاح بابرکت ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام اور قواعد کے ماتحت ہو۔ میں تو ایک کمزور انسان ہوں اور آنحضرت ﷺ کے غلاموں کی فہرست میں اپنا نام آنا نجات کا باعث سمجھتا ہوں۔ مگر وہ جو خدا تعالیٰ کے پیارے اور محبوب تھے اور تمام نبیوں کے سردار تھے جن کی ایک نظر ہمارے لئے دونوں جہانوں کا بھلا کرنے کا باعث ہو سکتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قرآن کریم کے احکام کے خلاف دھوکا دے کر مجھ سے کام کرالے تو اس میں بھی برکت نہیں ہوگی بلکہ وہ جہنم کا ٹکڑا ہوگا جو اس کے لئے مصیبت اور دکھ کا باعث ہوگا۔ پس ہمارے دوست جہاں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ان کے نکاح قادیان میں پڑھے جائیں اور میں ان کے نکاح پڑھوں وہاں ان کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ان کے نکاح قرآن کریم کے بتائے ہوئے احکام کے ماتحت ہوں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان کے نکاحوں میں خدا کے فضل اور رحم کے ماتحت زیادہ برکت ہوگی۔

قرآن کریم کے ان احکام کو جو نکاح کے متعلق ہیں تفصیلی طور پر بیان کرنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ مجھے ابھی تقریر کرنی ہے وہ رہ جائے گی۔ اور پھر بہت دفعہ بیان بھی کئے جاچکے ہیں۔ ہاں ایک بہت ضروری بات ہے وہ بیان کئے دیتا ہوں۔

اس زمانہ میں نکاح کے معاملہ میں جھوٹ، فریب اور دھوکا سے بہت کام لیا جاتا ہے۔ لڑکی اور لڑکے والے کسی نہ کسی غرض اور مطلب کے لئے بہت جھوٹ بولتے ہیں اور بعد میں اس سے بڑا فساد اور فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ میرے پاس ہمیشہ ایسے خطوط آتے رہتے ہیں اور کئی لوگ زبانی بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لڑکے لڑکیاں بڑے دکھ اور تکلیف میں ہیں۔ ان کی اس قسم کی باتیں سن کر میرا دل درد محسوس کرتا ہے اور مجھے تکلیف ہوتی ہے مگر اس کا علاج میرے اختیار میں نہیں ہوتا میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کی تکلیف کو دور کرے مگر یہ ان کے اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کے احکام سے کوئی برکت باہر نہیں ہے۔ جھوٹا ہے جو یہ کہے کہ قرآن کریم کو چھوڑ کر اور اس سے علیحدہ ہو کر کوئی برکت حاصل ہو سکتی ہے۔ پس اگر تم اپنے نکاحوں میں برکت چاہتے ہو تو انہیں قرآن کریم کے مطابق بناؤ۔

خدا تعالیٰ میں بڑی طاقتیں ہیں اس کے فیصلے ردّ نہیں ہو سکتے۔ اسی سے فیصلہ چاہو تاکہ تمہاری تمام دقتیں اور تکلیفیں دور ہوں۔ مؤمن کے لئے اس دنیا کو جہنم نہیں بنایا گیا۔ مگر مؤمن بغیر قرآن کے احکام ماننے کے ہو نہیں سکتا جو اعلیٰ درجہ کے مؤمن ہوتے ہیں یعنی مامور و مرسل ان کی جنت کا تو ہم اندازہ نہیں لگا سکتے مگر ہر ایک مؤمن اپنے اوپر خدا تعالیٰ کے خاص فضل محسوس کرتا ہے۔ میں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ قرآن کہتا ہے کہ مؤمن کو اس دنیا میں جنت ملتی ہے بارہا غور کیا ہے اور دیکھا ہے کہ خواہ کوئی کیسی ہی تکلیف اندرونی ہو یا بیرونی، دشمنوں کا حملہ ہو یا شرارت، کچھ ہو کبھی اضطراب نہیں پیدا ہوا اور اپنے جسم کے کسی گوشہ میں جہنم نظر نہیں آیا جنت ہی جنت دکھائی دیا ہے۔ پس اگر تم مؤمن بنو گے تو خدا تمہارے گھروں کو جنت بنا دے گا۔ راحت اور آرام پیدا کر دے گا۔ عارضی اور معمولی جھگڑے تو انسانوں میں ہوتے ہی ہیں صحابہ کرامؓ میں بھی ہو جایا کرتے تھے مگر مؤمن کے لئے ایسا جھگڑا جو جہنم ہو کبھی نہیں ہوتا۔ اور کبھی کوئی تکلیف ایسی نہیں ہوتی خواہ ساری ہی دنیا خلاف اٹھ کھڑی ہو۔ پس اپنے نکاحوں میں یہ بات ضرور مدنظر رکھو۔

پھر عورتوں پر بہت رحم کرو۔ یہ جنس بہت غریب اور کمزور ہے۔ اس زمانہ میں اس پر اتنے ظلم ہو رہے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ بہت لوگ ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ عورتیں ہمارے لئے عیش و عشرت کے سامانوں میں سے ایک چیز ہیں ہم جس طرح چاہیں ان سے سلوک

کریں ان کے ہم پر کوئی حقوق نہیں ہیں۔ پھر موجودہ حالات میں عورتوں کو اپنے بہت سے حقوق حاصل کرنے میں مشکلات ہیں۔ کئی بیچاری عورتیں عمر بھر دکھ اور تکلیف میں پڑی رہتی ہیں۔ ان کے ظالم خاوند نہ تو ان کی خبر گیری کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو طلاق دیتے ہیں۔ میرا منشاء ہے کہ گورنمنٹ سے خلع کا قانون پاس کرایا جائے۔ اس کے پاس کرنے میں گورنمنٹ کا کوئی حرج نہیں ہے اور ایک اسلامی حکم پورا ہو جائے گا۔ اس وقت جو لوگ ہمارا کہنا نہیں مانتے اس وقت سرکار کے حکم سے مانیں گے۔

اس وقت میں چند ایک نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا اعلان صغریٰ بیگم بنت ماسٹر قادر بخش صاحب کا نکاح پانچ سو روپیہ مہر پر عبدالقدیر ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری اور مریم بی بی بنت میاں عبداللہ صاحب سنوری کا نکاح پانچ سو روپیہ مہر پر ماسٹر رحیم بخش صاحب ایم۔ اے ولد ماسٹر قادر بخش سے ہے۔

اسلام نے اس قسم کی شادی کو ناپسند کیا ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی دوسرے شخص کے لڑکے کو اس شرط پر دے کہ اس کے بدلہ میں وہ بھی اپنی لڑکی اس کے لڑکے کو دے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اگر طرفین کے فیصلے الگ الگ اوقات میں ہوئے ہوں اور ایک دوسرے کو لڑکی دینے کی شرط پر نہ ہوئے ہوں تو کوئی حرج نہیں اسی طرح کا یہ نکاح ہے۔

(الفضل ۱۵۔ جنوری ۱۹۱۸ء صفحہ ۳، ۴)

[1] الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۱۸ء صفحہ ۴

[2] بخاری کتاب الاحکام باب موعظۃ الامام للخصوم